سوموار
۲۴۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۳۷ | سوموار-۱۸۔ جمادی الاول-۱۴۱۵ھ ‘۲۴۔اخاء ۷۳ ۱۳ ھش‘۲۴۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

دوستوں کو چاہئے کہ تقویٰ اختیار کریں

ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں اور ان کی راہ میں کوئی روک نہ ڈال دیں جو ان کی ناشائستہ حرکات سے پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں کیونکہ تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو (دین حق) کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں اور اگر (دین حق) کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز (دین حق) تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے ربّ ہوتے ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کرکے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی ربّ کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور ربّنا کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے۔ تب تک وہ حقیقی ربّ کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جانگدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرکے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ ربّنا یعنی اصلی اور حقیقی ربّ تو تو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربُوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۱۴۴)

مستقل معلمین وقف جدید کی کلاس

○ وقف جدید کے تحت ۱۵۔ جنوری ۹۵ء سے مستقل معلمین کی کلاس شروع کی جا رہی ہے۔ ایسے مخلص اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے میٹرک پاس نوجوان جو بطور معلم وقف جدید اپنی زندگی وقف کرنے کے خواہش مند ہوں وہ مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے صدر کی تصدیق سے ۳۱۔ دسمبر ۹۴ء تک ناظم ارشاد وقف جدید کے نام ارسال فرمادیں۔

نام۔ ولدیت۔ سکونت۔ تعلیم۔ عمر۔ بیعت۔ دینی تعلیم۔

ناظم ارشاد وقف جدید

صنعتی نمائش

○ جامعہ نصرت کالج برائے خواتین ربوہ کی طالبات ۶۔ نومبر ۹۴ء کو ایک صنعتی نمائش کا اہتمام کر رہی ہیں۔ افتتاح دس بجے دن کو ہوگا خواتین سے درخواست ہے زیادہ سے زیادہ تعداد میں آکر طالبات کی حوصلہ افزائی کریں۔

سکول کی طالبات کو خصوصی رعایت ہے۔ نیز اس موقع پر کھانے پینے کے سٹالز بھی لگائے جائیں گے۔ اور ورائٹی پروگرام بھی ہونگے۔

(وائس پرنسپل جامعہ نصرت)

سانحہ ارتحال

○ محترمہ خورشید اختر صاحبہ زوجہ مکرم ملک عبدالحق صاحب اعوان دارالصدر غربی حال ٹورنٹو۔ کینیڈا۔ ۲۔ اکتوبر ۹۴ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پاگئیں۔ ان کی عمر ۵۸ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ مکرم عطاء المجیب راشد نے بیت الاسلام کینیڈا میں پڑھائی۔ آپ موصیہ تھیں اس لئے آپکی میت ربوہ لائی گئی۔ ۱۱۔ اکتوبر کو مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے بیت المبارک میں انکی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کروائی۔ موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

وہ انسان جو ایمانی قویٰ کو خرچ نہیں کرتا وہ ابرار کے زمرہ میں رہ نہیں سکتا

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

فطرتِ انسانی پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ تمام قویٰ پہلے کمزوری سے کام کرتے ہیں۔ چلنے میں بولنے میں پکڑنے میں۔ غرض ہر بات میں ابتدائی بچپن میں کمزوری ہوتی ہے۔ لیکن جس قدر ان قویٰ سے کام لیتا ہے اسی قدر طاقت آجاتی ہے۔ پہلے دوسرے کے سہارے سے چلتا ہے پھر خود اپنے سہارے چلتا ہے۔

اس طرح پہلے تتلا کر بولنا پھر نہایت صفائی اور عمدگی سے بولتا ہے۔ پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ گویا بتدریج نشوونما ہوتا ہے۔ اگر چند طاقتوں سے کام لینے کو چھوڑ دے تو وہ طاقتیں مردہ یا پژمردہ ضرور ہو جاتی ہیں۔ یہی معنی ہیں جب انسان بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو طاقت کمزور ہو جاتی ہے اور نیکی کے قویٰ بالکل از کار رفتہ ہوتے ہیں۔ یہ کوئی ظلم نہیں۔ اگر کسی حاکم کو حکومت دی جاوے اور فرائض منصبی کو ادا نہ کرے تو نگران گورنمنٹ اس کے وہ اختیارات سلب کر دے گی اور اسے معزول کرے گی اور اگر اس حالت کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی پرواہ نہ کرے تو یہ امر عاقبت اندیشی اور عقل کے خلاف ہے کہ ست انسان کے پاس رکھی جاوے ایسے ہی وہ انسان ہے جو ایمانی قویٰ کو خرچ نہیں کرتا وہ ابرار کے زمرہ میں نہیں رہ سکتا۔

جن کے عقائد حقہ ہیں یعنی وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ جزاء سزا اور خدا کی کتابوں اور انبیاء علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں پھر ان وسائط کو مانتے ہیں جن کا مقصود اتم فرمانبرداری ہے۔ پھر عمل کے متعلق کیا چاہئے۔ سب سے زیادہ عزیز مال ہے۔ پانچ روپے کا سپاہی پانچ روپے کے بدلے میں عزیز

باقی صفحہ ۷ پر

جو اس (خدا) کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

۲۴- اخاء- ۱۳۷۳ ھش ۲۴- اکتوبر ۱۹۹۴ء

مغلوب الغضب

سب سے زیادہ بے بسی اور بے کسی کی وہ حالت ہے جسے مغلوب کہا جاسکتا ہے۔ یعنی جس پر کوئی اور شخص غالب ہو اور اس کے ساتھ جو سلوک وہ چاہے کرے۔ یہ ایک قسم کی انسانیت ہی کی نفی ہے۔ اور جتنا کوئی مغلوب انسان اپنے آپ کو شرمندہ پاتا ہے اتنا غالبًا کسی اور کے لئے کوئی بات شرمندگی کا باعث نہیں ہوتی۔ کسی کا کسی پر غلبہ پالینا اس بات پر منتج ہوتا ہے کہ وہ دوسرا شخص اب اپنا آپ نہیں رہا۔ نہ وہ خود اپنی مرضی سے کچھ کہہ سکتا ہے نہ کچھ کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ مغلوب ہو چکا ہے۔ اور غالب کو اس پر برتری حاصل ہے حاکمیت حاصل ہے اور ایک رنگ میں کہا جاسکتا ہے کہ مالکیت حاصل ہے۔ لیکن اس انسان کی نسبت جو کسی اور شخص سے مغلوب ہو گیا ہو وہ شخص اپنے آپ کو اور بھی زیادہ بری حالت میں پاتا ہے جو اپنے آپ سے مغلوب ہو جائے۔ یعنی اپنے طیش سے مغلوب ہو جائے۔ اپنے غضب سے مغلوب ہو جائے۔

مغلوب الغضب انسان از خود اپنی انسانیت کی نفی کر دیتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کا ایک شمہ بھی اسے نہیں کرنا چاہئے لیکن اس وقت جب وہ مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کے ہاتھ اور پاؤں اور اس کی زبان اور اس کے جسم کا کوئی حصہ اس کی اپنی اطاعت میں نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس کی اطاعت سے باہر چلا جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ مغلوب الغضب ہونا اپنی انسانیت کی آپ نفی کرنا ہے۔ گویا وہ انسان ہی نہیں رہتا۔ اسی لئے ہمیں یہ دعا بھی سکھائی گئی ہے کہ اے خدا میں مغلوب ہوں تو میری مدد فرما۔ اگرچہ اس میں یہ تو نہیں بتلایا گیا کہ کسی اور سے مغلوب ہوں یا اپنے آپ سے لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ مغلوب ہونے کی جو بھی حالت ہو چاہے وہ کسی اور سے مغلوب ہو چاہے وہ اپنے آپ سے مغلوب ہو یعنی مغلوب الغضب ہو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں اس کیفیت سے محفوظ رکھے۔ اس حالت میں کبھی داخل نہ ہونے دے کہ از خود اپنی انسانیت کی نفی کرتے ہوئے ایسی باتیں ہمارے منہ سے نکلیں جن کا تعلق اپنے ضبط سے نہ ہو۔ وہ ہمارے ضبط کی تمام حدود توڑ کر از خود باہر نکل جاتا ہے۔

اگر ہم اپنے ماحول میں دیکھیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ بہت سے مغلوب الغضب لوگ موجود ہیں۔ بچے سکول سے چھٹی کرکے گھر کو جاتے ہیں یا بیت الحمد سے عبادت کے بعد گھر واپس آتے ہیں تو راستے میں ایک دوسرے کو گھونسا بھی مار دیتے ہیں۔ کوئی بات بھی کہہ دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہو اور ان میں سے ایک کا باپ دوسرے بچے کو جس نے اس کے بچے کو گھونسا مارا تھا پکڑ لے اور اس کی پٹائی کرے اور اتنی پٹائی کرے کہ اس بچے کا خون بہنے لگے تو آپ اسے کیا کہیں گے۔ یا وہ شخص جس کا اس کے بعد بھی غصہ جاری رہے اور وہ کہے کہ بعد میں اس بچے کے ماں باپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا تو آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے۔ یقینًا اس نے اپنی انسانیت کی نفی کر دی ہے۔ اس حالت میں کہ اس نے اس چھوٹے بچے کو مارا اور اس کے والدین کو سزا دینے کے لئے جا موجود ہوا۔ وہ اپنے آپ کو اگر انسان کہے تو یقینًا یہ بات غلط ہوگی۔ ایسی حالت میں انسان انسان نہیں رہتا۔ اسی طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ گھروں میں ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اور ذرا سا نقصان ہوا اور طیش آگیا۔ ذرا سی کوئی بات اپنے مزاج کے خلاف ہوئی اور طیش آگیا۔ دوستوں سے گفتگو کرتے ہوئے اگر کسی سے کوئی ناملائم بات کہی گئی تو غصہ آگیا۔ یہ ساری باتیں مغلوب الغضب ہونے کی دلیل ہیں اور اپنی انسانیت کی نفی۔ ہمیں دعا یہ سکھائی گئی ہے کہ اے خدا میں مغلوب ہوں میری مدد فرما۔ مغلوب الغضب انسان دوسروں سے مغلوب ہوں یا اپنے غضب سے انہیں دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا تو میری مدد فرما کہ میں مغلوب ہوں اور اس مغلوبیت کو کسی طرح بھی پسند نہیں کر سکتا۔ دنیا میں کون ہے جو اپنے آپ کو مغلوب بنانا یا بنائے رکھنا پسند کرے۔ یہ اور بات ہے کہ دوسروں سے مغلوب ہونے پر انسان کو اختیار نہیں۔ لیکن اپنے آپ کو مغلوب الغضب بنانے سے بچایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے اس کیفیت سے چھٹکارا عطا کرے۔

کسی بچے نے اِک تھپڑ ترے بچے کو مارا ہے
تجھے طیش آگیا اور طیش بھی دیوانہ وار آیا
کچھ ایسے کی پٹائی تُو نے اس معصوم بچے کی
کہ اس کے خون کے چھینٹوں سے کپڑوں پر "نکھار" آیا

ابو الاقبال

جُرم کرکے جُرم کا اقرار کر
سر میں سودا ہے تو وقفِ دار کر

بال و پَر ہیں تو زمیں پیوست کیوں
جا فضا میں اور خلا کو پار کر

کیوں ہے ساحل پر ہوا سے پنجہ کش
موجِ طوفاں پر جھپٹ کر وار کر

ہے مزاجِ زندگی بے رنگ و نور
خوں کے چھینٹوں سے اسے گلزار کر

زندگی تیری ہے تیری زندگی
پیار کر ہر لمحہ اِس سے پیار کر

خود شناسی سے ذرا آگے نکل
جذبۂ اِیثار کو بیدار کر

آج کے لمحوں کو دے تابندگی
کل کے جینے پر نہ یوں اصرار کر

بھول جانے دے ہمیں یکسر نسیم
اپنی یادوں سے نہ زیرِ بار کر

نسیم سیفی

ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بد بختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو آخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

یم سیفی

حضرت ماسٹر عبدالرحمان (مہر سنگھ) صاحب

اگر انسان جو تھوڑا بہت لکھا پڑھا ہو اپنے یرہ الفاظ پر غور کرے تو اسے ہزاروں الفاظ و ہوتے ہیں لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی ظ کے متعلق اسے یہ یاد ہو کہ یہ لفظ پہلی دفعہ س نے کہاں پڑھا اور مجھے کس طرح یاد رہا۔ لین بعض دفعہ الفاظ یقیناً ایسے ہوتے ہیں کہ ن کا آغاز انسان کے ذہن کے ساتھ چپک جاتا ہے میں پانچویں چھٹی کا طالب علم تھا تو حضرت سٹر عبدالرحمٰن صاحب کی وہ چھوٹی چھوٹی کتابیں جن کا تعلق اردو سے انگریزی زبان ں ترجمہ کرنے سے تھا' پڑھا کرتا تھا۔ پہلی فعہ جب میں نے ان کی ایک کتاب دیکھی اور فقرہ پڑھا کہ "میں ایک نجی خط لکھ رہا ہوں' نجی کا لفظ مجھے کچھ عجیب سا لگا اور پھر میں نے ب اس کے معنے معلوم کئے تو نہ صرف یہ لفظ مجھے پوری طرح یاد رہا بلکہ جس طرح یہ میرے سامنے آیا تھا وہ بات بھی میرے ذہن میں راسخ ہو گئی۔ حضرت ماسٹر صاحب احمدیہ سکول قادیان میں تدریس کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ اور اس سلسلے میں آپ نے طلباء کی آسانی کے لئے ایک دو کتابیں بھی تصنیف فرمائی تھیں۔ اس وقت چونکہ یہی کتابیں سامنے تھیں اس لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ انگریزی سے اردو ترجمہ سیکھنے کے لئے ان سے بہتر کتابیں نہیں ہو سکتیں۔ اور شائد نہ بھی ہوں۔ کیونکہ وہ کتابیں نہایت آسان فقرے 'گھریلو باتیں اور ماحول سے تعلق رکھنے والے موضوعات سے متعلق تھیں۔ اگر کوئی طالب علم ان کتابوں میں تحریر کردہ اردو فقروں کی انگریزی یاد کر لیتا تو یقیناً اسے بہت سی دیگر تحریروں کا ترجمہ کرنے میں آسانی ہو جاتی۔ احمدیہ سکول میں اگرچہ میں کوشش کے باوجود داخل تو نہیں ہو سکا تھا اس لئے کہ میں اصل داخلے کے وقت تو وہاں داخل ہونے کے لئے نہ گیا۔ بلکہ جب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی آٹھویں جماعت میں تھا تو مجھے خیال آیا کہ مجھے احمدیہ سکول میں داخل ہونا چاہئے تھا۔ وہاں ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس بات پر اصرار کیا کہ وہ مجھے احمدیہ سکول کی پہلی جماعت میں لیں گے حالانکہ ان دنوں پرائمری یعنی چار جماعتیں پاس احمدیہ سکول میں داخل ہوا کرتے تھے۔ بہرحال میں خود تو داخل نہ ہو سکا۔ لیکن چونکہ احمدیہ سکول سے میری دلچسپی قائم تھی۔ اس لئے میں وہاں کے اساتذہ کے متعلق بہت سی باتیں سنتا رہتا تھا۔ حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ جو طالب علم بہت اچھا پرچہ حل کرتا اسے سو کی بجائے ۱۰۵ نمبر دیا کرتے تھے۔ اور جب دوسرے طالب علم اس بات پر ہلکا سا احتجاج کرتے تو وہ انہیں کوئی پیار بھری بات کہہ کر سمجھا دیتے کہ نہ صرف اس نے پرچہ اچھا حل کیا ہے بلکہ اس کی خوش خطی اتنی اچھی ہے کہ اس کے بھی میں نے نمبر اس میں شامل کر دئے ہیں۔ پہلی دفعہ میں نے انہی کے ایک طالب علم سے Hither and Thither کا لفظ سنا۔

حضرت ماسٹر صاحب کو تعلیم کے دوران ایسے الفاظ یاد کرانے کی عادت تھی جو عام طور پر گھروں میں یا اپنے ماحول میں استعمال کئے جاتے تھے۔ انہوں نے کچھ اور کتابیں بھی لکھ رکھی تھیں۔ جن کا دین سے تعلق تھا اور ایک کتاب سکھ ازم کو ترک کرنے کی وجوہات پر بھی لکھی ہوئی تھی۔ اس کتاب کے سلسلے میں آپ پر ایک مقدمہ قائم ہوا اور ہتھکڑی لگائی گئی۔ چھ مہینے کی سزا ملی لیکن اس سب کے باوجود آپ کا دعوت الی اللہ کا شوق قائم رہا۔ بلکہ بڑھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ جب بھی دعوت الی اللہ کے لئے نوجوان قریب کے گاؤں میں جایا کرتے تھے تو آپ انہیں اپنے گھر کے باہر چارپائیوں پر بٹھا کر کچھ اسباق دیا کرتے تھے۔ میں بھی اس سے متمتع ہوتا رہا۔ اور پھر جب کوئی شخص قادیان سے باہر جاتا تھا' خاص طور پر ان دنوں میں جبکہ قادیان میں ریل گاڑی آگئی تھی تو آپ ڈیڑھ دو فٹ چوڑے گتے پر کچھ الفاظ لکھ کر مسافر کے حوالے کر دیتے تھے کہ گاڑی میں جہاں بیٹھو گے وہاں یہ اپنے پاس رکھ لینا۔ لوگ از خود تم سے باتیں کرنے لگیں گے اور جو باتیں تم سے کریں گے ان کا تعلق یقیناً تمہاری دعوت الی اللہ سے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے سے بڑھ کر اور کون سا شغل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قادیان سے باہر جانے والے مسافر اکثر ایسے کارڈبورڈ اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ میں نے آپ کے گھر کے سامنے چارپائی پر بیٹھے ہوئے آپ کو محترم گیانی واحد حسین صاحب کو سبق دیتے بھی دیکھا۔ وہ نئے نئے قادیان میں آئے تھے۔ بالکل نوجوان تھے اور انہیں احمدیت کے متعلق زیادہ واقفیت نہیں تھی چنانچہ حسب معمول حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب اپنے گھر سے باہر چارپائیوں پر یہ کام کیا کرتے تھے۔

جہاں تک آپ کے گھر کا تعلق ہے میرے خیال سے مکان تو دس پندرہ مرلے میں ہو گا لیکن اس کے ارد گرد خاصی جگہ تھی شائد تین چار کنال ہو۔ بچپن میں تو یہ آسانی سے پتہ نہیں چلتا کہ زمین ایک کنال ہے یا دو کنال۔ اگر وہ ایک کنال کو چار کنال بھی کہہ دے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ زمین دو تین کنال تو ضرور تھی۔ اس کی ایک طرف جہاں سے سڑک گذرتی تھی آپ نے کیکر کے درخت لگائے ہوئے تھے۔ اور آپ کیکر کے درختوں کی اتنی حفاظت کرتے تھے جتنی کہ عام طور پر انسان اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ باہر چارپائی پر بیٹھے رہتے تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے جب یہ دیکھتے کہ حضرت ماسٹر صاحب کیکر کو ہاتھ لگانے پر بھی برافروختہ ہو جاتے ہیں تو وہ جان بوجھ کر ان درختوں کی ایک ٹہنی پکڑ لیتے اور توڑنے کے انداز میں اسے اپنی طرف کھینچتے۔ چنانچہ میں نے بارہا دیکھا کہ حضرت ماسٹر صاحب غصے کے ساتھ ان بچوں کی طرف بھاگتے۔ اور انہیں ایسا کرنے سے روکتے۔ کبھی سختی کرتے تو نہیں دیکھا لیکن یہ ضرور ہے کہ انہیں ڈانٹتے تھے اور ڈانٹنے بھی اس طرح تھے کہ جس میں پیار بھی تھا اور ہدایت بھی تھی۔ کبھی گالی گلوچ نہیں سنی۔ بچوں نے اپنا یہ شغل بنا رکھا تھا کہ جب حضرت ماسٹر صاحب کو باہر بیٹھے دیکھتے تو وہ وہاں سے گذرتے ہوئے ایک ٹہنی کو پکڑ لیتے اور اس بات کا احساس دلاتے کہ بس اب یہ ٹہنی ٹوٹی کہ ٹوٹی۔ اگرچہ بچے بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ درختوں کی ٹہنیاں توڑی جائیں۔ اس لئے وہ ٹہنیاں توڑتے نہیں تھے صرف حضرت ماسٹر صاحب کو دکھانے کے لئے کہ آپ جن درختوں کی اتنی حفاظت کرتے ہیں ان کی ٹہنیاں ہم توڑنے لگے ہیں وہ ایسا کرتے تھے۔

حضرت ماسٹر صاحب عام طور پر اسی بیت الحمد میں نماز پڑھتے تھے جہاں میں جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ مغرب کے بعد بیت الحمد سے نکلے۔ میں کوئی مصرع گنگنا رہا ہوں وہ میرے پاس سے گذرے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے کہنے لگتے "بیٹا یہ وقت تو تسبیح و تحمید کا ہے۔ یہ مصرع پھر کسی وقت گنگنا لیجئے۔" اور یہ بات دل پر اتنا اثر کرتی تھی کہ اس کے کئی دن بعد تک مصرع گنگنانا بھول جاتا تھا۔ لیکن بہرحال پھر کبھی نہ کبھی ایسا ہو جاتا اور پھر جب وہ میرے پاس سے گذرتے ہوئے یہ دیکھتے کہ میں کوئی مصرع گنگنا رہا ہوں تو وہ میری توجہ اس بات کی طرف دلاتے کہ یہ وقت تسبیح و تحمید کا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو آپ بیت الحمد میں یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ کل صبح رات کی عبادت کا وقت ہے۔ احباب کو یاد دلا رہا ہوں کہ کل صبح جلدی اٹھیں اور رات کی عبادت میں مصروف ہو جائیں۔

ان کے زیادہ قریب کے لوگ بتایا کرتے تھے کہ وہ گھر میں بھی اپنی بالکل ان پڑھ بیوی سے کبھی کبھی انگریزی میں بات کرتے تھے۔ یعنی پہلے انگریزی کا فقرہ کہا پھر پنجابی میں اس کا ترجمہ کیا اور اپنی بیوی سے اس سوال کا جواب لیا۔ بات تو بڑی عجیب سی لگتی ہے لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو انگریزی زبان سے بہت شغف تھا۔ پڑھاتے بھی انگریزی تھے۔ لکھتے بھی انگریزی تھے۔ انگریزی کی کتابیں بھی لکھیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے نوجوانوں میں آپ نے انگریزی کا ذوق زیادہ کر دیا۔

میں نے انگریزی ترجمہ ان کی ٹرانسلیشن Translation کتابوں سے کتنا سیکھا یہ تو اس وقت اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ سب سے پہلے ترجمہ کرنے کا ذوق انہی کی کتابوں سے مجھے ملا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ملفوظات میں سے چند ایک چھوڑ کر باقی سب کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ تقریباً چھ سو احادیث انگریزی میں ترجمہ کی ہیں اور اسی طرح دیگر مضامین بھی انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں۔ میں اس کی ابتدا ان ایام سے کرتا ہوں جب حضرت ماسٹر صاحب کی کتابیں میرے ہاتھ لگیں۔ ہاتھ لگیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں خود تو احمدیہ سکول کا طالب علم نہیں تھا لیکن چونکہ آپ الفضل میں ان کتابوں کا اشتہار دیا کرتے تھے اس لئے یہ اشتہار پڑھ کر میں نے وہ کتابیں حاصل کر لیں اور ان سے فائدہ اٹھایا بلکہ مجھے یوں کہنا چاہئے کہ میں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔

میری دعا ہے کہ میرے اس کام کی' جس کا ترجمہ سے تعلق ہے' اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزا عطا کرے کہ اس کی بنیاد ان کی کتابیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی وجہ سے انہیں نوازا بھی بہت۔ اگرچہ جب میں سکول میں تھا تو میری عمر کے ان کے بیٹے تو زیادہ ذہین اور سنجیدہ نظر نہیں آتے تھے لیکن بعد میں ان میں سے انجینئر بھی بنے اور ڈاکٹر بھی۔ ڈاکٹر تو غالباً وہ بنے جو مجھ سے عمر میں خاصے زیادہ تھے ان کے ساتھ میں نے سیرالیون میں کام بھی کیا ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ان دنوں ان کی بیگم ایک جرمن عورت تھیں۔ جن کا نام خدیجہ تھا سیرالیون کے مقامی مرکز سے کچھ فاصلے پر کلینک کرتے تھے میں وہاں جاتا تھا تو میری انتہائی عزت کرتے۔ مجھے شرم آتی کہ یہ مجھ سے عمر میں بھی بڑے ہیں' ایک لحاظ سے علم میں بھی بڑے ہیں اور پھر حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کے بیٹے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ یوں بچھ جاتے جیسے میں اس کی کیا مثال دوں۔ جب انہیں پتہ چلتا کہ میں دورے پر ان کے ہاں آرہا ہوں تو ان کی جرمن بیگم

باقی صفحہ ۴ پر

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

بعض تصویروں کے متعلق زیادہ کچھ تو نہیں کہا جا سکتا لیکن ان میں موجود کسی شخص کے نام اور اس کے کام سے انسیت کی وجہ سے ان کا ذکر کرنے کو ضرور جی چاہتا ہے۔ اس وقت میرے سامنے میرے لیگوس نائیجیریا کے دفتر کی ایک تصویر ہے جس میں میرے ساتھ رزاق اریمو بیٹھے ہیں۔ رزاق اریمو پہلے لیگوس ہی میں ایک ایسے شخص کے ایک اخبار میں کام کرتے تھے جس کے سارے ملک میں پانچ اخبارات شائع ہوتے تھے۔ اور جسے پریس لارڈ کہا جاتا تھا۔ اس شخص کا نام ڈاکٹر نیمڈی ازکیسے تھا۔ امریکہ کے تعلیم یافتہ احمدیہ جماعت کے دوست۔ بعد میں یہ صدر مملکت کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ رزاق اریمو پہلے ان کے اخبار ویسٹ افریقن پائلٹ جو جہازی سائز پر چھپتا تھا اور اہم ترین اخباروں میں سے ایک تھا۔ میں کام کرتے تھے پھر انہیں لیگوس سے اٹھا کر کانو جو کئی سو میل کے فاصلے پر شمال میں ہے ایک ہفتہ وار اخبار دی کامٹ کا ایڈیٹر بنا دیا گیا۔ جب میرے کالم لیگوس میں ڈیلی سروس اور مارننگ پوسٹ میں شائع ہونے لگے تو رزاق اریمو مجھ سے ملنے کے لئے لیگوس آئے اور اس امر کا اظہار کیا کہ میں ان کے پرچے کامٹ کے لئے ہفتہ وار کالم لکھوں۔ چنانچہ ان کی اس خواہش کے احترام میں میں خاصی دیر تک ان کے ہفتہ وار اخبار میں کالم لکھتا رہا۔ نارتھ کا علاقہ ایک لمبے عرصہ سے ہمارے لئے ہماری پہنچ سے دور تھا۔ پہنچ سے یہاں مراد یہ ہے کہ شمال کے لوگ جماعت میں داخل نہیں ہو رہے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ احمدیت جنوب کے لوگوں جنہیں یوروبا کہتے ہیں کا مذہب ہے۔ شمال والوں کو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن یہ بات ان کی درست نہیں تھی۔ احمدیت تو عالمگیر ہے۔ جس طرح یہ کسی ملک کے جنوب کے لئے ہے اسی طرح اس کے شمال کے لئے بھی ہے اور جس طرح یہ کسی ملک کے مشرق کے لئے ہے اسی طرح یہ مغرب کے لئے بھی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں جب میں نائیجیریا سے ربوہ آیا تو حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دعائیں ان کے لئے) نے پہلی ملاقات میں یہ سوال پوچھا کہ شمال کے علاقے میں احمدیت کیوں نہیں پھیل رہی۔ میں نے اپنی توجیہات پیش کیں۔ اور حضرت صاحب نے میری باتوں کو سن کر بعض اہم طریقوں پر روشنی ڈالی جو میرے لئے میدان دعوت الی اللہ میں مشعل راہ ثابت ہوئے۔ واپس جا کر وہاں کے متعین مربی سے بات ہوئی تو انہوں نے ان طریقوں پر شمال کے لوگوں کو سمجھانا شروع کیا اور وہ آہستہ آہستہ احمدیت کے قریب آنے لگے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کو بھی سمجھ کر ان پر عمل درآمد کے لئے بہت سی دیگر باتوں کا کوششوں میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اور پھر زبانی اور انفرادی کوششوں کے علاوہ تحریر کے ذریعے زیادہ تر لوگوں تک پہنچ کر کامیابی کی زیادہ امید کی جا سکتی ہے جب کامٹ میں خاکسار کا کالم شائع ہونا شروع ہوا تو یہ بات سامنے آئی کہ تعلیم یافتہ طبقہ جو احمدیت کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھتا تھا وہ اب احمدیت کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے لگے۔ میں نے شمال کے دورے کر کے بھی بعض عمائدین سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور بعض کے ہاں تو یہ دیکھا کہ ہماری جماعت کا لٹریچر خاصی تعداد میں موجود ہے۔ وہ بھی میرے اس کالم سے متاثر تھے۔ اور چونکہ وہاں تعلیم یافتہ طبقے کے لئے اور کوئی اخبار موجود نہیں تھا۔ اور اس اخبار میں میرا کالم چھپتا تھا اس لئے اس کے حوالے سے بہت سے لوگ احمدیہ جماعت کو جاننے لگے اور اس کے قریب آتے گئے۔ چنانچہ ہمارے مربی کی کوششیں اور کامٹ کا کالم دونوں نے مل کر بہت اچھا کام کیا۔ بعض سیاسی لیڈر جو خاصے لکھے پڑھے تھے اور جن میں تعصب کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ وہ بھی بہت حد تک ہماری جماعت کو صحیح رنگ میں سمجھتے ہوئے ہمارے قریب آنے لگتے چنانچہ ان میں سے بعض کانو سے چل کر لیگوس آئے اور مجھ سے ملاقات کر کے مزید معلومات حاصل کیں۔ بعض نے تو یہاں تک کہا کہ وہ اپنے دوستوں سے گفتگو کرتے ہوئے زیادہ تر ہمارے ہی لٹریچر کا حوالہ دیتے ہیں۔ بلکہ اس طرح ہمارے لٹریچر کی تقسیم کا بھی ذریعہ بن گئے۔ ان ساری باتوں کا ایک رنگ میں اعزاز رزاق اریمو کی اس میٹنگ سے ہوا جو انہوں نے لیگوس میں میرے دفتر میں مجھ سے کی تھی۔ اور جس کے نتیجہ میں ان کی خواہش کے مطابق میں نے کامٹ میں کالم لکھنا شروع کیا تھا ایسے شخص کو بھلا میں کیسے بھلا سکتا ہوں اور ایسے شخص کو کاغذی ہے پیرہن کے احاطہ سے کس طرح باہر رکھ سکتا ہوں۔ اگرچہ اس تصویر میں صرف ہم دو ہیں یعنی میرے علاوہ رزاق اریمو اور میٹنگ بھی مختصر سی تھی لیکن نتائج کے لحاظ سے یہ میٹنگ خاصی اہم ثابت ہوئی۔ اور اس کے واسطہ سے شمالی علاقہ میں ہمیں تعلیم یافتہ نوجوانوں تک پہنچنے کے مواقع میسر آ گئے۔ یوں لگتا ہے کہ اس تصویر میں رزاق اریمو بڑے انہماک سے میری بات سن رہے ہیں میں انہیں یہ بات بتا رہا تھا کہ اگر میں نے کامٹ میں لکھا تو میرے موضوعات کیا ہوں گے میں تو زیادہ تر کردار کو بہتر بنانے کے لئے دین حق کی تعلیم کو پیش کروں گا اور یہ چاہوں گا کہ تعلیم یافتہ نوجوان اور دیگر لوگ بھی جو اس کالم کو پڑھیں وہ حقیقی دین حق کو پہچاننے لگیں اور اس کی تعلیمات کے مطابق اپنے کردار کو ایسا بنائیں کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو متاثر کرے وہ اس بات سے خاصے خوش معلوم ہوتے تھے۔ اگرچہ تھے تو وہ ایک سیاسی پرچے کے ایڈیٹر لیکن بہرحال سیاست بھی وہی کامیاب رہتی ہے جس کا محور کردار ہو۔ یعنی بے پیندے کے لوٹے سیاست میں بھی کام نہیں آتے۔ چنانچہ انہوں نے میرے موضوعات کا ذکر سن کر خوشی کا اظہار کیا اور مجھ سے ہر ہفتہ کالم لینے کا وعدہ لے کر وہ میرے دفتر سے واپس کانو روانہ ہوئے۔ رزاق اریمو اور ان کا ہفتہ وار کامٹ میری یادوں کا ایک حصہ بن گئے اور اسی حصے کو محفوظ کرنے کے لئے میں نے اس تصویر کو کاغذی ہے پیرہن میں شامل کیا ہے۔

شیخ رحمت اللہ شاکر

ادائیگی قرض

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اپنی کتاب مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے میں لکھتے ہیں:-

ادائیگی قرض قرض کی وصولی میں مقروض کے ساتھ آسانی اور سہولت کے معاملہ کی مثالیں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کا دوسرا حصہ اپنے قرض کی ادائیگی ہے۔ صحابہ کرام" جہاں دوسروں سے اپنے قرض کی وصولی میں سہولت کا معاملہ کرتے تھے۔ وہاں اپنے قرض ادا کرنے میں نہایت محتاط تھے۔ چند واقعات درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ" بن مسعود نے ایک مرتبہ کسی شخص سے ایک لونڈی خریدی۔ لیکن قیمت ابھی بے باق نہ ہوئی تھی۔ کہ وہ شخص مفقود الخبر ہو گیا۔ حضرت عبداللہ" ایک سال تک اس کی تلاش میں رہے۔ لیکن وہ نہ ملا۔ آخر جب اس کے ملنے سے مایوس ہو گئے تو ایک ایک دو دو درہم کر کے اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ اور ساتھ یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ واپس آ گیا تو اسے پھر قیمت ادا کروں گا اور یہ صدقہ میری طرف سے ہو گا۔

۲۔ حضرت زبیر" بن العوام کے متعلق یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ باوجود تمول و ثروت کے، وفات کے وقت آپ پر بائیس لاکھ روپیہ قرض تھا۔ آپ جب ایک جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے اپنے قرض کا سب سے زیادہ خیال ہے۔ اگر میں شہادت پاؤں تو میرا مال و متاع فروخت کر کے سب سے پہلے میرا قرض ادا کرنا۔

۳۔ حضرت زبیر" کی مذکورہ بالا وصیت کے مطابق ان کے صاحبزادہ کی طرف سے مسلسل چار سال تک حج کے موقعہ پر یہ اعلان کرایا جاتا رہا کہ میرے والد کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو مجھ سے وصول کر لے۔

۴۔ فیاضی کے عنوان کے تحت یہ واقعہ درج ہو چکا ہے کہ حضرت سعید" بن العاص اس قدر فیاض تھے۔ کہ اگر کسی وقت کچھ پاس نہ ہوتا حاجت مند کو ہنڈی تحریر کر دیتے تھے۔ کہ پھر آ کر وصول کر لے۔ ایک دن مسجد سے واپس آ رہے تھے کہ ایک شخص ساتھ ہو لیا۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ کیا کوئی کام ہے۔ تو اس نے کہا۔ نہیں آپ اکیلے تھے یونہی ساتھ ہو لیا۔ آپ نے کاغذ قلم اور دوات منگوائی اور اسے بیس ہزار کی ہنڈی تحریر کر دی۔ اتفاق کی بات ہے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ لیکن وہ شخص اس ہنڈی کو کیش نہ کرا سکا۔ وفات کے بعد اس شخص نے وہ ہنڈی ان کے صاحبزادہ حضرت عمر" کے سامنے پیش کی۔ تو انہوں نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ اور بلا چون وچرا روپیہ ادا کر دیا۔

بقیہ صفحہ ۳

فری ٹاؤن آ کر سامان خرید کر لے جاتیں کہ ایک معزز مہمان آنے والا ہے۔ یہ ان کی محبت تھی۔ اور ان کی شفقت تھی اور ان کا اخلاص تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے اور ان کے والد محترم حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحب کو بھی جن کے وہ تربیت یافتہ تھے۔

"میں تمام جماعت احمدیہ امریکہ کو کہتا ہوں کہ اپنی توجہات میں اولیت اس بات کو دیں کہ اپنے مظلوم بوسنین بھائیوں سے محبت کا سلوک کریں۔ انہیں اپنائیں انہیں اپنے خاندانوں کا حصہ بنائیں۔ ان کی ہر طرح خدمت کریں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

یادرفتگاں ... ... مولانا شیخ مبارک احمد صاحب واشنگٹن امریکہ

مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب

دو تین دن پہلے کی بات ہے۔ رات کے آخری حصہ کے معمولات اور صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مقدس و برگزیدہ کلام کی تلاوت کر رہا تھا۔ اور سورۃ انبیاء کی آیت ۸۷ پر نظر ہی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اور محترم سید سرور شاہ صاحب کی وفات کی خبر ملی۔

محترم و عزیز دوست سید محمد سرور شاہ صاحب اور ان کے دوسرے بھائیوں سے خاکسار کا قادیان سے تعلق تھا۔ جن دنوں قادیان کے محلہ دارالرحمت میں یہ رہتے تھے۔ ان کے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید ولائت شاہ صاحب کینیا (مشرقی افریقہ) میں حکومت کے ہسپتال میں ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو قادیان تعلیم کے لئے بھجوا دیا تھا۔ ابتدائی تعلیم ہائی سکول کی تکمیل پر مختلف کالجوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مختلف شہروں میں چلے گئے۔ یہ پانچ بھائی تھے۔ سب سے بڑے بھائی ڈاکٹر سید محمد اقبال شاہ صاحب لمبا عرصہ نیروبی میں نیروبی کی میونسپل کونسل میں ملازم تھے وہیں سے حالات کے بدلنے پر انگلستان آ گئے۔ اور وفات وہاں ہی پائی۔ دوسرے بھائی ڈاکٹر سیّد محمد انور شاہ صاحب تھے۔ انہوں نے ممباسہ۔ کینیا میں وفات پائی۔ تیسرے عزیز سید محمد سرور شاہ صاحب تھے۔ قادیان سے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے فراغت کے بعد لاہور کالج میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی ایم اے انگریزی میں اور بی ٹی ٹریننگ کالج سے کرنے کے بعد ۱۹۴۴ء میں مشرقی افریقہ چلے آئے۔ باقی بھائی سوائے ایک کے جو آرمی میں تھے عزیز بریگیڈیئر سید نصیر احمد شاہ صاحب جو آجکل لاہور میں مقیم ہیں اور ریٹائر ہیں جنہوں نے عزیز مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب کی ان آخری دنوں کی خدمات تیمارداری اور پھر تدفین وغیرہ میں حصہ لیا ہے۔ اور پانچویں بھائی مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب نیروبی میں ریٹائر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور خاکسار کے ہم زلف ہیں۔ سوائے ایک بھائی کے باقی سب مشرقی افریقہ میں آکر آباد ہوئے اور اپنے اپنے حلقہ میں عزت و شرافت کی زندگی بسر کی۔ مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب دارالسلام تنزانیہ میں قریباً ۲۲ سال رہے۔ اور گورنمنٹ سیکنڈری سکول میں انگریزی زبان پڑھانے کی ذمہ داری سنبھالی۔ بعد میں کچھ سالوں کے بعد اسی سکول کے وائس پرنسپل ہو گئے۔ اپنے فریضہ تعلیم کی ادائیگی میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ اپنے سکول میں ہردلعزیز اور قابل اساتذہ میں شمار ہوتے۔ ہندو مسلم مختلف اقوام کے طالب علم آپ کی شاگردی پر فخر محسوس کرتے۔ جماعتی فرائض کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پورے اخلاص مستعدی اور ہمہ تن وارفتگی کا رویہ لگاتار سالہا سال تک رہا۔ خاکسار کو دس بارہ سال تنزانیہ کے شہر ٹبورا میں رہنے کا موقع ملا۔ اکثر دارالسلام آنا جانا ہوتا۔ حکومت سے۔ پریس سے مختلف اداروں سے مشن کی ضروریات کے سلسلہ میں انگریزی خط و کتابت کی ضرورت پیش آتی تو یہ سارا بوجھ مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب کے سپرد کرتا جو احسن انداز میں انجام دیتے۔ مختلف مجلسوں میں جماعتی اغراض کے لئے جانا ہوتا بالخصوص دارلسلام شہر حکومت کے دارالخلافہ میں تو بالعموم ساتھ ہوتے اور ہمیشہ عزت واحترام اور ادب کے ساتھ خاکسار کے ساتھ رہتے۔ مربیان اور واقفین زندگی کے ساتھ ہمیشہ عزت کا برتاؤ رکھا۔ مکرم فضل کریم صاحب لون جب مکرم بابو محمد یوسف صاحب پوسٹ ماسٹر کی وفات پر جماعت دارالسلام کے پریذیڈنٹ بنے تو مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب جماعت کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اور پھر سالہا سال تک جب تک کہ وہاں سے رخصت نہ ہوئے جماعت کے اس فریضہ کو بخوبی انجام دیتے رہے۔ جماعت ٹانگانیکا حال تنزانیہ کے ٹرسٹی بھی مقرر ہوئے آخر دم تک اس ذمہ داری کا سہرا ان کے سر ہی رہا۔ مشن کے کانسٹی ٹیوشن مرتب کرنے میں خاص امداد کی۔ مالی قربانی میں بفضل خدا ہر تحریک میں پوری بشاشت سے حصہ لیتے رہے۔ تحریک جدید میں شروع سے ہی باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے رہے حسن اتفاق سے تحریک جدید کے پانچ ہزاری واقفین کا ریکارڈ کتابی صورت میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو اس میں ان کا نمبر ۵۰۵۱ دیکھا اور اس کتاب کی اشاعت تک ۵۶۸۲ روپے ادائیگی ان کی طرف سے ہو چکی تھی۔ سارے تنزانیہ میں ادائیگی کے لحاظ سے دوسرا نمبر ان کا ہے۔ ماہواری چندوں میں باقاعدہ ادائیگی ان کا اصول تھا۔ بیوت الذکر جس قدر مشرقی افریقہ میں تعمیر ہوئیں حتی الوسع حسب حیثیت ان میں چندہ ادا کیا۔ دوسری متعدد ضرورتوں کے لئے جب کبھی بھی خاکسار کو یا جماعت اور عہدیداروں کو ضرورت پیش آتی کبھی انکار نہیں کیا۔ خوشی سے حصہ لیا۔ سب بھائیوں میں یہ وصف رہا۔ ان کے والد بزرگوار محترم ڈاکٹر سید سرور ولائت شاہ صاحب کا یہ خاص وصف ان کی سب اولاد میں ورثہ کے طور پر آیا محترم ڈاکٹر صاحب کا اصول تھا سارے سال کا چندہ جنوری میں شروع سال میں ادا کر دیتے۔ جب تک ڈاکٹر صاحب زندہ رہے۔ اور خاکسار مشرقی افریقہ میں رہا۔ وہ اس اصول پر کاربند رہے اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے۔ یہ نیک روح اور جذبہ اپنی اولاد میں پیدا کر گئے۔ اور اپنی زندگی میں ہی اپنے بچوں میں اس جذبہ کو پروان ہوتے دیکھا۔

اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جن دنوں خاکسار نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب کشتی نوح کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کیا۔ تو اس کی طباعت کے لئے خاکسار نے بعض دوستوں کو تحریک کی کہ وہ ایک ایک سو شلنگ پیش کریں۔ اس تحریک پر ۲۴ (چوبیس) دوستوں نے حصہ لیا۔ کتاب کے آخری صفحہ پر ان سب دوستوں کے نام بھی طبع ہوئے نمبر تین پر عزیز مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب کا نام ہے۔ ان کے علاوہ ان کے والد بزرگوار اور خاکسار کی تحریک پر عزیز بریگیڈیئر نصیر احمد شاہ صاحب نے بھی اس وقت سو سو شلنگ بھجوائے۔ ذکر خیر کے طور پر اور دعا کی غرض سے ان کے نام بھی درج ہیں۔ اس وقت تک یہ کتاب ۲۰ ہزار کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ بیت دارالسلام کی تعمیر کے آغاز سے ہی مختلف کاموں نقشہ بنوانے۔ ٹھیکدار کو ٹھیکہ دینے اور اس سے ضروری گفتگو اور فیصلہ کرنے میں خاکسار کے ساتھ رہے۔ دوسرے جماعتی عہدیداروں کے ساتھ جماعتی اجلاسوں کے لئے انتظامات کرنے میں دلچسپی سے حصہ لیتے۔

جب مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب کی شادی کا مسئلہ پیدا ہوا۔ تو یاد پڑتا ہے عزیزہ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ بنت محترم عبدالمجید خان صاحب ویرووال سے تجویز ہوئی عزیزہ کے نانا یا کسی اور بزرگ نے مکرم سید سرور شاہ صاحب کا فوٹو منگوایا اور دیکھ کر انہوں نے بتایا کہ نوجوان شریف معلوم ہوتا ہے۔ یہ رشتہ طے ہو گیا۔ اور عزیزہ محترمہ مسعودہ سے شادی ہو گئی۔ شاہ صاحب اپنی بیگم کو شادی کے بعد جب دارالسلام لے کر آئے۔ تو سب سے پہلے خاکسار نے ہی ان دونوں (میاں بیوی) کو دارالسلام ریلوے سٹیشن پر خوش آمدید کہا۔ اور سب سے پہلے مبارک باد دی۔ دونوں کا آپس میں بہت پیار کا تعلق تھا اور حسن معاشرت کا صحیح انداز۔ دونوں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ممد رہے مکرم شاہ صاحب کا ایک غیر از جماعت دوست میاں بہاء الدین صاحب سے دوستانہ تعلق تھا۔ خاکسار کا بھی ان سے دوستانہ تھا۔ جماعت کے دوسرے احباب کا بھی میاں صاحب سے خاص تعلق تھا دارالسلام کی Beach مختصر ہے۔ جب دارالسلام جانا ہوتا میاں صاحب کی ہی کار ہوتی۔ ہم سب کو لے جاتے سیر کے لئے غیر از جماعت دوستوں میں ہمارے ترجمان ہوتے جب کوئی بات جماعت کے خلاف کوئی کرتا تو فوراً بول اٹھتے۔ میرا ان کا ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے آپ یہ بات درست نہیں کہہ رہے دلی خلوص سے ہمارا دفاع کرتے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی ایک ہی بیٹی تھی عزیزہ رفیعہ والدہ پہلے ہی فوت ہو چکی تھی۔ باپ بھی فوت ہو گیا۔ سالہا سال تک محترم شاہ صاحب اور محترمہ عزیزہ مسعودہ بیگم نے اس بیٹی کو اپنی بیٹی کی طرح سنبھالا ہر طرح اس کا خیال رکھا۔ اس کی ضروریات کو پورا کیا۔ آجکل عزیزہ رفیعہ کینیڈا میں ہے۔ اور ان کا آپس میں گہرا رابطہ رہا۔ محترم شاہ صاحب نے دوستی کا حق شرافت و نجابت سے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ اور جنت میں داخل کرے وہ ریٹائر ہو کر پہلے ربوہ گئے۔ وہاں مکان بنوایا۔ پھر انگلستان چلے آئے۔ کچھ سال لندن رہے۔ باقاعدہ جمعہ کی نماز میں شامل ہوتے۔ یہاں مکان خرید لیا تھا۔ بعض حالات کے باعث پھر پاکستان چلے گئے۔ ربوہ میں بھی مکان تھا۔ زندگی کے آخری دن ربوہ میں گزارے۔ صحت دن بدن کمزور ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ کی مشیت آخری وقت مرکز سلسلہ میں ان کو لے گئی۔ اور وہاں ہی وفات پائی جب محترم شاہ صاحب کی وفات کی خبر فون سے ملی تو جیسا کہ عرض کیا ہے قرآن کریم کی آیت جس پر اس وقت نظر تھی اس سے مجھے تسکین ہوئی کہ مکرم شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے صالحین میں داخل فرمایا ہے۔ سچ مچ وہ ایک شریف اور صالح دوست تھے۔ اے خدا ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ اس عاجز نے سمجھا ہے۔

تقویٰ والے پر خدا کی تجلّی ہوتی ہے

تقویٰ والے پر خدا کی تجلّی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے۔ مگر چاہئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ خدا کے پیاروں کو جو دکھ آتا ہے وہ مصلحت الٰہی سے آتا ہے ورنہ ساری دنیا اکٹھی ہو جائے تو ان کو ذرہ بھر تکلیف نہیں دے سکتی۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مولانا عبدالمجید سالک

گرفتاری اور جیل

"اچھا آپ بھی آگئے۔ ہونہہ جن لوگوں کی باہر ضرورت ہے وہ اندر چلے آ رہے ہیں"

میری گرفتاری ۴۔ نومبر ۱۹۲۱ء کا ذکر ہے میں دفتر "زمیندار" میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا حامد حسین بیدل شاہجہانپوری آگئے اور کہنے لگے۔ اب تو شام ہو گئی گھر نہیں چلتے؟ میں نے کہا: آپ دس منٹ بیٹھئے' میں ابھی فارغ ہوا چنانچہ دس منٹ کے بعد میں بیدل صاحب کے ساتھ چل دیا۔ گھر پہنچا تو مردانہ میں بیدل صاحب کو بٹھا کر خود اوپر گیا اور چائے کے لئے کہہ آیا۔ ابھی چائے تیار نہ ہوئی تھی کہ نیچے سے منشی نذیر احمد سیماب (پبلشر زمیندار) نے مجھے پکارا اور کہا۔ ذرا سیڑھیوں میں آکر میری بات سنئے۔ میں نیچے اترا تو سیماب صاحب نے بتایا کہ مرزا غلام حسین انسپکٹر پولیس چند سپاہیوں کو ساتھ لے کر میرے مکان پر آئے تھے۔ انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا ہے اور آپ کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔

چونکہ میں ہر روز اس دن کا متوقع تھا۔ اس لئے مجھے کوئی پریشانی نہ ہوئی۔ میں نے اوپر جا کر اچکن پہنی۔ گھر والوں کو اپنی خبر سنائی اور انہیں ہائے وائے کرتا ہوا چھوڑ کر نیچے اتر گیا۔ مرزا غلام حسین نے آگے بڑھ کر سلام کیا مجھے تانگے میں بٹھایا اور تھانہ نولکھا کو چل دیئے۔ بیدل صاحب پریشان ہو کر شفاعت اللہ خان' احمد شاہ بخاری' امتیاز علی تاج اور دوسرے دوستوں کو خبر دینے کے لئے بھاگے۔ ابھی میں تھانے نہ پہنچا ہی تھا کہ گرفتاری کی خبر شہر میں اڑ گئی۔ میرے احباب بھی پہنچ گئے اور رضا کاران خلافت کے جیش کے جیش تھانے کے باہر تکبیر کے نعرے لگانے لگے۔ غالباً انہوں نے پولیس کے افسروں سے مطالبہ کیا ہو گا کہ ہمیں سالک صاحب سے ملاقات کا موقع دیا جائے' کیوں کہ تھوڑی دیر بعد رضا کار ایک ایک کر کے انسپکٹر کے کمرے میں جہاں میں بیٹھا تھا' آنے لگے۔ وہ مجھ سے مصافحہ کرتے اور چپ چاپ واپس چلے جاتے یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ انسپکٹر صاحب نے ہمارے لئے چائے اور پیسٹری منگائی۔ ہم کھانے پینے اور قہقہے لگانے میں مصروف ہو گئے۔ کوئی دو گھنٹے بعد مرزا صاحب نے فرمایا کہ اب آپ آرام فرمایئے۔ چنانچہ دوست احباب رخصت ہوئے اور میں حوالات کی کوٹھری میں جو تھانے کی ڈیوڑھی بھی ہے' بند کر دیا گیا۔ شفاعت اللہ خاں نے میرا بستر' چند کتابیں' کچھ پان اور سگریٹ میرے لئے مہیا کر دیئے اور میں اس تنگ و تاریک کوٹھری میں بستر بچھا کر ایسا غافل سویا کہ اس سے قبل ایسی غفلت اور بے فکری کی نیند کبھی نہ آئی تھی۔ کیونکہ آدھی رات تک اخبار پڑھنے اور "زمیندار" کے لئے مضامین لکھنے کی مشقت سے نجات ہو گئی تھی۔ ایک آدھ دفعہ گھر والوں کی پریشانی اور آئندہ مشکلات کا خیال آیا' لیکن دل نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اللہ ان کا مالک و رازق ہے۔ وہ خود ہی بندوبست کرے گا۔ صبح نو بجے مرزا غلام حسین انسپکٹر تشریف لائے۔ مجھے حوالات سے نکالا نہایت "شفیقانہ تبسم" کے ساتھ مجھے ہتھکڑی لگائی اور تانگے میں سوار کرا کر عدالت لے گئے۔ وہاں دوست احباب جمع تھے۔ میں لالہ شنکر داس لوتھڑا مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا۔ جنہوں نے ایک منٹ میں سماعت مقدمہ کی آئندہ تاریخ مقرر کر دی اور میں قیدیوں کی گاڑی میں سنٹرل جیل کو روانہ ہوا۔

جیل میں وہاں پہنچا تو جیل کے دفتر میں داخل ہوتے ہی ایک بزرگ نظر آئے گندمی رنگ' خشخشی سی ڈاڑھی' سر پر پٹکا باندھے۔ قساوت و سنگ دلی کے آثار چہرے پر نمایاں' معلوم ہوا کہ آپ مرزا نواب بیگ جیلر ہیں۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا "اچھا آپ بھی آگئے؟ ہونہہ جن لوگوں کی باہر ضرورت ہے۔ وہ اندر چلے آ رہے ہیں" میں ان کی اس قدر افزائی پر شکر گزار ہوا کہ آخر کہیں تو مرزا صاحب نے ہماری ضرورت بھی محسوس کی۔ اندر نہ سہی باہر ہی سہی۔ حکم ہوا کہ ان کو حوالات میں لے جاؤ۔

سنٹرل جیل کے ایک کونے میں ایک وسیع احاطہ حوالات کہلاتا تھا۔ جس میں ایک بہت بڑی کھلی بارک اور ایک اور عمارت تھی جس میں دونوں طرف کوٹھڑیوں کی قطاریں تھیں اور بیچ میں ایک غلام گردش چھوڑ دی گئی تھی۔ میرا ٹرنک اور بستر ایک پرانے قیدی نے اٹھایا اور ڈپٹی جیلر "پرمانند" مجھے ساتھ لے کر جیل کے اندر داخل ہوئے یہاں داخل ہوتے ہی جس چیز نے مجھے متاثر کیا۔ وہ اس عمارت کی صفائی تھی۔ صاف ستھری لپی پتی کچی دیواریں' مصفا سڑکیں' جن پر دور تک ایک تنکا بھی پڑا ہوا نظر نہ آتا تھا۔ ہر چیز باقاعدہ اور باضابطہ' ہر حصہ اور ہر خطہ صفائی اور سلیقے کا مظہر۔ جب میں حوالات میں پہنچا تو مجھے ایک کوٹھری میں داخل کر کے اس کا سلاخ دار دروازہ بند کر دیا گیا۔ منشی نذیر احمد سیماب شروع ہی سے میرے ساتھ تھے وہ بھی ایک کوٹھری میں بند کر دیئے گئے۔

ان کوٹھڑیوں میں بعض تو ایسے حضرات تھے جنہیں میں جانتا تھا۔ لیکن بعض کے ساتھ وہیں تعارف ہوا۔ مثلاً سردار چتر سنگھ' سردار چنچل سنگھ' سردار بیلا سنگھ' سردار ہرنام سنگھ "کنڈا ڈاکو' شاڈاکو۔ یہ چاروں سکھ سیاسی قیدی تھے اور بہت پرانے مجرم تھے' اس لئے حکومت اب تک یہ فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ انہیں کیا سزا دے۔ باقی دونوں علاقہ قصور کے ڈاکو تھے۔ جن میں کنڈا بہت بہادر' اولوالعزم اور شریف انسان تھا اگر میں یہ الفاظ ایک ڈاکو اور قاتل کے لئے استعمال کر رہا ہوں تو تعجب کا مقام نہیں۔ اس لئے کہ بعض بڑے بڑے ڈاکوؤں اور قاتلوں میں بھی شرافت اور اولوالعزمی کی خوبیاں نایاب نہیں ہوتیں۔

اس کوٹھڑی کی قطع یہ تھی کہ اس کا طول دس فٹ اور عرض آٹھ فٹ کے قریب تھا۔ اس کے عین درمیان ایک چبوترا بنا ہوا تھا' جس کی صورت بالکل کسی شاہی قبر کے تعویذ سے ملتی جلتی تھی۔ پنجاب کے قیدی اس چبوترے کو کھڈی کہتے ہیں یہ چبوترہ چھ فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا اور دو ہی فٹ اونچا تھا۔ اس پر اسی ناپ کا ایک موٹا ساٹاٹ بچھا ہوا تھا گویا ہماری آرام گاہ تھی۔ ہم نے جاتے ہی اپنا بستر کھول کر اس پر بچھا دیا قرآن مجید تکیے پر رکھ دیا۔ ٹرنک پاس ہی دیوار سے لگا دیا اور بیٹھ گئے۔ ایک طرف نظر پڑی تو کونے میں ایک چھوٹا گملا اور ایک تسلہ دکھائی دیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں علی الترتیب پیشاب اور پاخانے کے لئے ہیں۔

کچی مٹی کی کھڈی۔ کچا فرش دیواروں پر مٹی کا پلستر' غرض جدھر نظر اٹھتی تھی خاکساری کا جلوہ نظر آتا تھا۔ دن بھر میں دو دفعہ قیدی کھولے جاتے تھے یعنی ان کی کوٹھڑیوں کے قفل کھول کر انہیں اجازت دی جاتی تھی کہ احاطے میں گھوم پھر کر ہوا خوری کر لیں۔ اس وقت آپس میں ملاقات اور بات چیت ہوتی تھی اور ہم ایک دوسرے کے حالات و خیالات معلوم کر لیتے تھے چونکہ میں بھی حوالاتی تھا یعنی میرا مقدمہ زیر سماعت تھا۔ اس لئے میری خوراک کے لئے ایک رقم داخل کر دی گئی تھی۔ اور جیل والے میرے لئے دونوں وقت کا کھانا پکا کر بھیج دیتے تھے یہ جیل کی خوراک نہیں بلکہ خاص خوراک تھی۔ لیکن پکانے والا ہر چیز کا ستیاناس کر دیتا تھا خیر میں صبر و شکر سے یہ کھانا زہر مار کرتا رہا اور دن گزرتے چلے گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

نعیم احمد خان ڈان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۹۴ء میں لکھتے ہیں

فرقہ وارانہ تقسیم

سی۔ آر۔ اسلم (ڈان ۱۶۔ ستمبر) نے ان سیاسی مذہبی پارٹیوں کی تاریخ کھنگالی ہے جنہوں نے قائداعظم کی مخالفت کی تھی اور انڈین کانگریس کی حمایت لیکن ان کی مخالفت کے باوجود پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ قائداعظم نے مذہبی تعصب میں ملوث ہونے کی کبھی اجازت نہ دی۔ انہوں نے پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے پہلے ہی سیشن میں کمال جرأت سے یہ اعلان کیا کہ پاکستان کے تمام شہری درجہ کے لحاظ سے آپس میں برابر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پاکستان کا ہر شہری اس بارے میں آزاد ہے کہ وہ اپنے مذہب اور عقائد کے مطابق عمل کرے۔ آج کے بعد سیاست اور گورنمنٹ کے کاروبار میں مذہب کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

پاکستان کے بن جانے کے بعد ان سیاسی مذہبی پارٹیوں کے لیڈروں نے اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے اپنی تمام کوششیں اس مقصد کے حاصل کرنے میں لگا دیں کہ کسی طرح ان کو اقتدار کی غلام گردشوں تک رسائی حاصل ہو سکے۔ حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ وہ قرآن میں ان کے لئے بتائے ہوئے کام کی فکر کرتے۔ قرآن کریم کی سورہ آل عمران آیت ۱۰۵-۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے۔ اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کھلے کھلے نشانات آچکنے کے بعد پراگندہ ہو گئے اور انہوں نے باہم اختلاف پیدا کر لیا اور انہی لوگوں کے لئے اس دن بڑا عذاب مقدر ہے۔

آج ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ فرقہ وارانہ تقسیم اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے ہر مذہبی سیاسی پارٹی اور گروپ جن کی بنیاد مختلف فرقوں پر رکھی گئی ہے اس کے پاس اپنے اپنے نوجوانوں کی تنظیمیں ہیں جو کہ پوری طرح مسلح ہیں۔ انہیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ صحیح یا غلط ہر طریقے سے اقتدار کو چھینا جائے۔ (اور وہ اس کام کو جہاد کا نام دیتے ہیں) اس سارے قصے کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان میں آج تک حکومت کرنے والی یا اپوزیشن کا کردار ادا کرنے والی پارٹیوں نے بھی ان لوگوں کو مکمل تحفظ دیا ہے اور ان کی

حوصلہ افزائی کی ہے۔اور یہ انہوں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ تاکہ وہ اپنے اقتدار کو تسلسل دے سکیں اور یہ جماعتیں یہاں تک بڑھ گئیں کہ حکومت کی مشینری' عدلیہ' قانون نافذ کرنے والے اداروں تک کو بھی منع کر دیا گیا کہ وہ پاکستان کے لوگوں کو انصاف مہیا کر سکیں۔ ان لوگوں کو اس بات کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے کہ وہ پولیس سٹیشنوں پر حملے کریں۔ کسی حافظ قرآن کو قتل کریں' اور نمازیوں کو جب وہ نماز پڑھ رہے ہوں ان کا قتل عام کریں۔

آیئے ہم سب اس قادر مطلق ہستی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے اور ہمیں سمجھ دے جس سے ہم اپنے آپ کو تاریکی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکیں۔

شیخ نور احمد منیر

قاہرہ میں عالمی آبادی کانفرنس

سعودی عرب کے مفتی اعظم کی اپیل

اقوام متحدہ نے دنیا کی آبادی میں اضافہ پر غور و فکر کے لئے قاہرہ میں ایک کانفرنس بلائی ہے جس میں شرکت کے لئے مفکرین' سربراہان ممالک اور ارباب حل و عقد کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ دنیا کی آبادی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے تدارک کے لئے تجاویز پیش کریں۔ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے مسلمان ممالک سے اپیل کی ہے کہ اس کانفرنس کا "بائیکاٹ کریں"۔

انسانی آبادی میں اضافہ کو روکنے کے لئے آج کل بعض ممالک میں خاص طور پر پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں تو اس کے لئے باقاعدہ ایک وزارت ہے۔ جسے وزارت بہبود آبادی کا نام دیا گیا ہے۔ جس کی طرف سے ابلاغ عامہ میں غیر معمولی اہتمام کے ساتھ ایسے مناظر اور جاذب نظر عبارتیں پیش کی جاتی ہیں جن میں یہ تلقین کی جاتی ہے کہ "بچے دو ہی اچھے" "بچے کم خوشحال گھرانہ" وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے جو ذرائع اختیار یا تجویز کئے جاتے ہیں وہ خطرات سے خالی نہیں۔ وہ فطرت کے خلاف ہیں۔ اور انتہائی خوفناک خدشات لئے ہوئے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ یہ راہ اخلاقی اور طبی لحاظ سے بھی تباہ کن ہے۔ مثلاً

مانع حمل گولیاں ان کا استعمال انسانی جسم میں جراثیم پیدا کر کے دل و دماغ کو ماؤف کر دیتا ہے اور دیگر کئی امراض کو جنم دیتا ہے۔ یہ فطرت کے خلاف جنگ بھی ہے اور نسل کشی بھی۔ جس سے بے راہ روی اور فحاشی پھیلتی ہے۔

ضبط تولید کے لئے "فرنچ لیدر" کا استعمال جس کی پروڈکشن یورپ کی فیکٹریوں میں دھڑا دھڑ ہو رہی ہے۔ اور جس کے استعمال سے مرد اور عورت بعض دماغی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جن کا علاج ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔

اسقاط حمل جو اب ٹیکوں کے ذریعہ بھی کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد عورت دائم المریض ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور اس کی زندگی عملاً موت سے بدتر ہو جاتی ہے۔

ان تجاویز و تراکیب کے نتائج "ناجائز تعلقات" کی صورت میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں کیونکہ عملاً یہ فطرت کو چیلنج کرنے والی بات ہے کہ ایسے مکروہ و مذموم ذرائع آبادی کو روکنے کے لئے اختیار کئے جائیں۔ جو اخلاقی' معاشی اور نفسیاتی لحاظ سے خدشات سے پر ہوں جب کہ:

کثرت آبادی کا علاج نسل کشی نہیں تلاش وسائل سے ہونا چاہئے۔ جو کلیتہً مفقود ہے۔ اس مسئلہ کا بہترین حل "ملکی دولت" و ثروت میں توازن پیدا کرنے سے ہے۔ جس کی عدم موجودگی کے باعث "امیر اور امیر اور غریب اور غریب" ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں "قرآنی نص" ہماری یوں راہنمائی کرتی ہے کہ۔

اے لوگو!! اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی اور تم کو بھی رزق دیں گے۔ ان کا قتل درحقیقت ایک بہت بڑی غلطی ہے۔

(بنی اسرائیل ۳۱)

عالمی آبادی کانفرنس کا انعقاد ایک ایسے شہر میں ہو رہا ہے۔ جو عالم اسلام میں عربی اور اسلامی تعلیم کا عظیم مرکز ہے۔ ازہر یونیورسٹی اور دیگر متعدد علمی و فکری ادارے جس کی زینت ہیں۔ قاہرہ کے دانشور طبقے اور پریس نے بھی "اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں سعودی عرب کے مفتی اعظم کے فیصلہ کو سراہا ہے"

بی۔بی۔سی۔ کے مطابق اس کانفرنس میں "اسقاط حمل" "خاندانی منصوبہ بندی" اور نو عمری کے جسمانی تعلقات ایسے امور پر غور و خوض ہو گا۔ جنہیں عالم اسلام تسلیم نہیں کرتا۔ چنانچہ برطانیہ میں مقیم مسلمانوں نے بھی اس کانفرنس کے انعقاد کی مذمت کی ہے۔ اقوام متحدہ کے اس اجلاس کے انعقاد سے قبل ایک مسودہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ جس میں "حمل گرانے" اور نوجوانوں کو "مانع حمل اشیاء" فراہم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ سب کارروائی دراصل "مغربی کلچر" کا حصہ ہے۔ جسے عام تشہیر کے ذریعہ اب شاید "نیو ورلڈ آرڈر" کی تکمیل کی غرض سے دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب گول بازار کی دائیں آنکھ کا کالے موتیا کا اپریشن ۱۲۔ اکتوبر کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو گیا ہے۔ اب کچھ عرصہ بعد دونوں آنکھوں میں سفید موتیا کی وجہ سے اپریشن ہونا ہے۔

○ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صدیق صاحب ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان جوڑوں کی درد کی وجہ سے چھ سات ماہ سے بیمار ہیں۔ ان دنوں فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے

سانحۂ ارتحال

○ مکرمہ سردار بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (وفات یافتہ) ساکن گھٹیالیاں مورخہ ۹۴-۱۰-۱۷ کو دس دن احسان ہسپتال لاہور میں بوجہ فالج بیمار رہ کر وفات پا گئیں ہیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ نماز جنازہ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں پڑھائی۔ قبر کی تیاری پر مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ احباب جماعت سے موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ صفحہ ۱

جان دینے کو تیار رہے۔ ماں باپ اس روپیہ کے بدلے اس عزیز چہرہ کو جدا کر دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ مال کی طرف انسان بالطبع جھکتا ہے۔ لیکن جب خدا سے تعلق ہو۔ تو پھر مال سے بے تعلقی دکھاوے اور واقعی ضرورتوں والے کی مدد کرے۔ مسکینوں کو دے جو بے دست و پا ہیں۔ رشتہ داروں کی خبر لے کوئی کسی ابتلا میں پھنس گیا ہو تو اس کو نکالنے کی کوشش کرے۔ مگر سب سے مقدم ذوالقربیٰ کو فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذوی القربیٰ کے ساتھ سلوک کرنا زیادتی عمر کا موجب ہے۔ یتیموں کی خبر لے۔ پھر جو بے دست ہیں ان کی خبر لے۔ پھر جو علم پڑھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھتے ہیں اور مصیبت میں مبتلا شدہ لوگوں کی خبر لے۔ پس جنابِ الٰہی کے ساتھ تعلق ہو اور دنیا اور اس کی چیزوں سے بے تعلق دکھا دے۔ پھر جناب الٰہی کی راہ میں جان کو خرچ کرے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان خرچ کرنے کی پہلی راہ کیا ہے؟ نمازوں کا ادا کرنا۔

(از خطبہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ہر قسم کے فرج' فریزر' کوکنگ رینج' گیزر' واشنگ مشین اور سنگر سلائی مشین کیلئے۔

برکت علی الیکٹرانکس

شہنانہ پلازا۔ چاندنی چوک
مری روڈ۔ راولپنڈی
فون: 420958

ادویاتِ حیوانات

ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز فری سیمپلز براہ راست ہمیں خط لکھ کر منگوائیں۔

منہ کھر، گل گھوٹو، تھنوں کی خرابی و سوزش ناڑ، گلٹی، اخراج رحم (اوانس نکالنا) زہرباد دودھ کی کمی، ٹک، بندش، سرکن، اپھارہ، بانجھ پن اور داد وغیرہ کیلئے بفضلہ تعالیٰ مؤثر ادویات اور لٹریچر مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے حاصل کریں۔

- اٹک: [illegible]
- چکوال: [illegible]
- راولپنڈی: [illegible] ہسپتال روڈ
- رحیم یار خان: [illegible]
- [illegible]
- فیصل آباد: [illegible] بازار
- [illegible]
- [illegible] مبارک دواخانہ مین بازار
- لاہور: پاکستان میڈیکل [illegible]
- لیاقت پور: رحمٰن میڈیکل سٹور [illegible] منڈی
- ملتان: شبیر میڈیکل ہال [illegible] روڈ

کیمپسٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی) گولبازار ربوہ
فون: 771-04524، 211253-04524 فیکس: 212299-04524

خبریں

ربوہ : 23 اکتوبر-1994ء
موسم معتدل ہے
درجہ حرارت کم ازکم 19 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ کراچی میں پھر سے خونریز ہنگامے ہونے سے ۱۰۔ افراد ہلاک ہوئے درجنوں کو گرفتار کرلیاگیاہے۔ ہنگاموں کے تازہ سلسلے میں ایک دن کا وقفہ آیا تھا۔ ہلاک ہونے والوں میں جنگل شاہ کے سجادہ نشین بھی شامل ہیں۔ ہنگاموں پر قابوپانے کے لئے رینجرزاور پولیس کی بکتربند گاڑیوں نے پھر گشت شروع کر دیا ہے۔ کھارادر میں مارکیٹیں اور کاروبار بند رہا۔ بعض افراد کی پولیس پر فائرنگ سے ایک اہلکار زخمی ہو گیا۔ بلدیہ ٹاؤن میں مشتعل ہجوم نے سڑکوں پر ٹائر جلائے فائرنگ کی اور پتھراؤ کیا۔ بلدیہ ٹاؤن میں دہشت گردوں کے گروپ نے زبردست فائرنگ کی۔ لانڈھی کالونی میں ایک گھر میں گھس کر دہشت پسندوں نے اندھادھند فائرنگ کی۔

○ امریکہ کی پاکستان میں زبردست سرمایہ کاری کے بعد اب جنوبی کوریا بھی پاکستان میں ۴۔ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔ دونوں ملکوں کے درمیان ۱۶ معاہدوں پر دستخط کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو کے خاوند مسٹر آصف علی زرداری جنوبی کوریا گئے۔ جن ترقیاتی معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں ان میں گہرے پانیوں میں بندرگاہ کے قیام' بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ' نیوز پرنٹ کی تیاری' ملک پلانٹ' ٹین پلانٹ' پی ایس اور ریفائنری اور دیگر منصوبوں پر دستخط کئے گئے۔

○ اقوام متحدہ میں بھارت کے وفد کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ بھارتی وفد پاکستان کے الزامات کا جواب نہ دے سکا۔ بھارت مقبوضہ کشمیر میں تاریخ کی بدترین دہشت گردی کر رہا ہے۔ بھارتی سیکرٹری خارجہ نے کہاکہ ہم پاکستان سے براہ راست مذاکرات کے لئے تیار ہیں پاکستان کوئی وضاحت چاہتا ہے تو وہ بھی فراہم کردیں گے۔ لیکن ثالثی کاسوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹرنواز شریف نے کہاہے کہ ابھی ہمارے پاس بہت سے راستے ہیں۔ نہ مذاکرات کریں گے اور نہ اسمبلیوں سے استعفے دیں گے۔ اب تک ہم نے جتنے بھی کارڈ کھیلے ہیں۔ ان میں ہمیں بھرپور کامیابی ملی ہے۔ تین چار طریقے ایسے ہیں جن کے استعمال سے حکومت ختم ہو جائے گی۔ ہمارا سیاسی پیکیج صرف بے نظیر کے لئے نہیں پوری قوم کے لئے ہے حکومت مذاکرات کرنا چاہتی ہے تو اسمبلی میں پیکیج پر بات کرے انہوں نے کہاکہ ہم حیران ہیں کہ حکومت نوشتہ دیوار کیوں نہیں پڑھ رہی انہوں نے کہاکہ اسمبلیوں میں علماء کی اکثریت فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہے۔ حکومت کچھ کرتی ہے نہ بولتی ہے۔

○ مولانا فضل الرحمان کی قیادت میں جے یو آئی کے ایک وفد نے وزیراعظم سے ملاقات کی اور اپنے اپنے علاقے کی ترقیاتی ضروریات سے آگاہ کیا۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر مسٹر محمد حنیف رامے نے کہاکہ اگر مگر کے باوجود اسمبلی کے باہر مفاہمت کی فضا بن رہی ہے۔ اسمبلی میں بھی مل بیٹھنے کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

○ پاکستان نے آسٹریلیا کو ایک روزہ میچ میں بری طرح شکست دے دی پاکستانی بیٹسمینوں نے ایک وکٹ کے نقصان پر گیارہ اوورز پہلے ہی مطلوبہ ۲۵۰ کا سکور مکمل کر لیا۔ سعید انور نے ساتویں سنچری بنا کر ون ڈے کرکٹ میں پاکستان کی طرف سے ظہیر عباس کا بنایا ہوا سب سے زیادہ سنچریوں کا ریکارڈ برابر کر دیا۔

○ مل مالکان نے چینی اور گھی کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ چینی کی بوری کی قیمت میں ۹۰ سے ۱۰۰ روپے کا اضافہ اور گھی کے ٹین پر ۲۵ روپے اور ۵ کلوگرام کے ڈبے پر ۱۵۔ روپے بڑھا دیئے گئے۔ یہ اضافہ گزشتہ ۴۔ دنوں میں کیا گیا ہے۔

○ اپوزیشن کے مسٹر افتخار گیلانی نے کہاہے کہ مذاکرات کے لئے وسیم سجاد اور یوسف رضا گیلانی کی خدمات حاصل نہیں کی گئیں۔

○ سیاسی قیدیوں کو رہا نہ کئے جانے پر مسلم لیگی رہنماؤں نے پنجاب اسمبلی کے سامنے فیصل چوک میں علامتی بھوک ہڑتال کی۔

○ کاموکے کے علاقہ تھانہ اہنڈو میں سکھانہ باجوہ کے متحارب گروپوں میں مورچہ بند ہو کر لڑائی سے ۵۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ پولیس نے علاقے کو گھیر لیا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹرنواز شریف نے ان خبروں کی تردید کی ہے کہ انہوں نے حکومت کو کوئی پیشکش کی ہے انہوں نے کہاکہ نہ کوئی پیشکش کی ہے نہ کریں گے۔ انہوں نے کہاکہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں مسئلہ کشمیر پر قومی پالیسی تشکیل دی جائے تو میں اقوام متحدہ میں جانے کو تیار ہوں انہوں نے کہا حکومت چندماہ کی مہمان ہے کسی کو اس کے جانے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹرنواز شریف کے خلاف مزید تین ریفرنس تیار کر لئے گئے ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مزید ۹۔ افراد شہید ہو گئے۔ ۶ بھارتی فوجیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔